کلمہ حق

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اسلامی تحریکات کی قیادتوں سے دردمندانہ گذارش

ابو عمار زاہد الراشدی

گذشتہ نصف صدی کے دوران عالم اسلام کے بہت سے ممالک نے برطانوی' فرانسیسی اور ولندیزی استعمار سے نجات حاصل کی جبکہ حال ہی میں وسطی ایشیا کی ریاستوں کو روسی استعمار سے آزادی ملی اور اس وقت دنیا میں پچاس کے لگ بھگ ممالک میں مسلم حکومتیں قائم ہیں جن پر آزاد اور خودمختار حکومتیں ہونے کا الزام بھی ہے لیکن اسلام کے حوالہ سے مسلمان کہلانے والی ان حکومتوں کا خود اسلام کے ساتھ کیا رویہ ہے؟ اس کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ہم دنیا کی موجودہ مسلم حکومتوں کو اسلام کے حوالہ سے تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک حصہ ان حکمرانوں پر مشتمل ہے جو اسلام کو اپنی حکومتوں کی سرکاری پالیسیوں کی بنیاد قرار دیتے ہیں' بعض شعبوں میں اسلامی احکام و قوانین کے نفاذ کا اہتمام کرتے ہیں اور دنیا میں جہاں کہیں اسلام اور مسلمانوں پر کوئی مشکل آتی ہے اپنے وسائل کی حد تک ان کی مدد اور تعاون سے بھی گریز نہیں کرتے لیکن سیاسی طور پر ان کی حکومتیں مطلق العنان شخصی حکومتیں ہیں اور عالمی سیاست کی سکرین پر امریکہ اور مغربی ممالک کے حاشیہ برداروں کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں دوسرے طبقہ میں وہ مسلم حکمران ہیں جو اسلام کے حوالہ سے دونوں کشتیوں میں پاؤں رکھے ہوئے ہیں ملک کے اندر مذہبی رائے عامہ کا دباؤ بڑھتا ہے یا انتخابات میں ووٹ حاصل کرنے کے لیے ضرورت پڑتی ہے تو اسلام اسلام کا وظیفہ ان کی زبان پر جاری ہوتا ہے اور بعض ظاہری قسم کے اسلامی اقدامات بھی کر ڈالتے ہیں لیکن مغربی آقاؤں کے بدلتے ہوئے تیوروں پر نظر پڑتی ہے یا اقتدار اور مفادات کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مغربی میڈیا کی دھن پر تھرکنا شروع کر دیتے ہیں اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ان کے طرز عمل کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

> " اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کی پھر ایک فریق ان میں سے اس سے پھر جاتا ہے اور وہ منہ موڑنے لگتے ہیں اور جب انہیں بلایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ وہ ان کے

درمیان فیصلے کریں تو ایک فریق ان میں سے منہ موڑ لیتا ہے اور اگر ان کے لیے کچھ حق اور مفاد کی بات ہو تو پورے یقین کے ساتھ اس کی طرف چلے آتے ہیں کیا ان کے دلوں میں روگ ہے؟ یا وہ شک میں پڑ گئے ہیں؟ یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے انہیں انصاف نہیں ملے گا؟ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں" (سورۃ النور آیات ۴۷ تا ۵۱)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کو ملک کا بالا تر قانون قرار دینے اور سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے کو اس سے مستثنیٰ کر دینے کا عمل دو کشتیوں پر پاؤں رکھنے کی اسی سیاست کا شاہکار اور اس کی عملی تصویر ہے تیسری قسم میں وہ مسلم حکمران ہیں جو سیکولر کہلاتے ہیں اجتماعی زندگی میں اسلام کے کردار سے کھلا انکار کرتے ہیں اور اپنے اپنے ملک میں اسلامی تحریکات کے خلاف پوری قوت کے ساتھ نبرد آزما ہیں جس کے نتیجہ میں متعدد مسلم ممالک میں بنیاد پرستی کے الزام میں ہزاروں دینی کارکنوں کو جیلوں کی چار دیواری میں بند کر دیا گیا ہے اور سینکڑوں شہید ہو چکے ہیں اس طرز سیاست کی سب سے زیادہ واضح شکل الجزائر میں دکھائی دیتی ہے جہاں گذشتہ سال اسلام کے عملی نفاذ کے داعی "اسلامک سالویشن فرنٹ" نے عام انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کر لی لیکن اسے اقتدار کی منزل تک پہنچنے سے جبراً" روک دیا گیا' انتخابات کالعدم قرار دے دئے گئے' فرنٹ کو خلاف قانون قرار دے کر اس کے ہزاروں کارکنوں کو قید و بند اور تشدد کا شکار بنا لیا گیا' درجنوں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور ملک کی تمام مساجد کو یہ کہہ سرکاری قبضہ میں لے لیا گیا کہ یہ اسلامی تحریک کے مراکز کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں لیکن جب اسلامک سالویشن فرنٹ نے اپنی عبادت اور تحریکی سرگرمیوں کے لیے متبادل مراکز کا اہتمام کر لیا تو الجزائر کی سیکولر حکومت نے انہیں مسمار کرنے کی دھمکی دے دی ہے چنانچہ جنگ لندن نے ۲۴ دسمبر ۹۲ء کو رائٹر کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی ہے کہ

> "الجزائر کی حکومت نے تمام مساجد کو سرکاری کنٹرول میں لینے کے بعد اب اعلان کیا ہے کہ ایسی تمام جگہوں کو مسمار کر دیا جائے گا جہاں مسلمان نماز ادا کرتے ہیں وزیر امور مذہبی ستی لیموری نے کہا ہے کہ یہ عبادت گاہیں انتہا پسندوں کے گڑھ ہیں اس لیے انہیں مسمار کر دیا جائے گا الجزائر میں بنیاد پرست مسلمانوں حکومت کے خلاف پر تشدد تحریک چلا رہے ہیں اور چند برسوں میں انہوں نے کارخانوں دفاتر' سکولوں اور کالجوں میں نماز ادا کرنے کے لیے کمرے بنا لیے ہیں ایک اندازے کے مطابق ۱۹۸۹ء میں ایسی ۱۷۹۰ عبادت گاہیں تھیں ان میں پچھلے تین برسوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے"۔

عالم اسلام میں اقتدار پر قابض ان تینوں گروھوں کے ظاہری طرز عمل میں تفاوت نظر آتا ہے اور انکی ظاہری ترجیحات سے دھوکہ کھا کر اسلامی تحریکات اپنے اپنے ماحول اور حالات کو سامنے رکھتے

ہوئے ان قوتوں کے ساتھ تعلقات و روابط' معاملات اور وابستگی و مخالفت کی ترجیحات طے کرتی ہیں لیکن گذشتہ نصف صدی کے تجربات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ ان قوتوں کے طرز عمل کا یہ ظاہری فرق محض نظر کا دھوکہ ہے ورنہ

—— ○ان سب کی وفاداری' پالیسیوں اور ہدایات کا مرکز مغرب ہے۔

—— ○ان میں سے کوئی بھی موجودہ نظام میں تبدیلی کے لیے تیار نہیں اور ہر ایک نے مروجہ نظام کے تحفظ کے لیے ایک "ریڈ لائن" قائم کر رکھی ہے جسے عبور کرنے کی وہ کسی کو اجازت نہیں دے رہے اور

—— ○ مغربی استعمار عالم اسلام میں اسلامی تحریکات کا راستہ روکنے کے لیے مسلم ممالک کی موجودہ حکومتوں اور مروجہ نظاموں کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے خواہ وہ مطلق العنان بادشاہت کی شکل میں ہوں' فوجی آمریت کی صورت میں ہوں یا انہوں نے اپنے چہروں پر نام نہاد جمہوریت کا نقاب ڈال رکھا ہو۔ ان حالات میں عالم اسلام کی دینی تحریکات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پچاس سالہ طرز عمل اور انداز سیاست پر نظر ثانی کریں' جدوجہد کے طریق کار' اہداف اور ترجیحات کا از سر نو تعین کریں اور عالم اسلام کو استعماری فلسفہ حیات اور نظام کے تسلط سے نجات دلانے کے لیے جدوجہد کی نئی راہیں تلاش کریں وقت اپنی فطری رفتار کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اگر اس کے تقاضوں کو محسوس نہ کیا گیا اور قدموں کو اس کی رفتار کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس کے منفی نتائج کی ذمہ داری اسلامی تحریکات کی موجودہ قیادتوں پر ہوگی اور وہ نہ تو بارگاہ ایزدی سے سرخروئی کا پروانہ حاصل کر سکیں گی اور نہ ہی تاریخ کی عدالت انہیں ان کی ذمہ داریوں سے سبک دوش قرار دینے کے لیے تیار ہوگی۔

معالم العرفان فی دروس القرآن □ مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی

(۱) سورہ فاتحہ —— -/۶۰	(۷) سورہ انعام —— -/۱۳۰
(۲) سورہ بقرہ (اول) —— -/۵۰	(۸) سورہ عمران —— -/۵۵
(۳) سورہ بقرہ (دوم) —— -/۷۰	(۹) سورہ انفال و توبہ —— -/۱۷۵
(۴) سورہ آل عمران —— -/۱۰۰	(۱۰) سورہ یونس تا یوسف —— -/۲۲۵
(۵) سورہ نساء —— -/۱۱۰	(۱۱) سورہ رعد تا نحل —— -/۲۰۰
(۶) سورہ مائدہ —— -/۱۲۵	(۱۲) پارہ ۲۹ —— -/۵۰

(۱۳) پارہ ۳۰ —— -/۶۰

مکتبہ دروس القرآن ○ محلہ فاروق گنج ○ گوجرانوالہ